فخطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 54

Track - 1

57:00

''روزہ کی جزا اللہ ہے''

... اعوذ باللہ

...بسم اللہ

اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے شکر ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس عمل کرنے کی توفیق عطا کی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس عمل کی جزا میں خود ہوں۔جب ہم نیکی بدی اور عبادت کا تذکرہ کرتے ہیںتو اس کے پیچھے ہمیں یہ پیغام اللہ کے پیغمبروں کی طرف سے ملا ہے وہ یہ ہے کہ عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔انعامات و اکرامات سے نوازتے ہیں۔اور ان انعام و اکرامات میں سب سے بڑا انعام جنت ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ جنت عطا فرماتے ہیں۔لیکن جب روزے کا تذکرہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے کی جزا میں خود ہوں۔یعنی جب کوئی بندہ روزے کے پورے آداب اور روزے کی پوری جزئیات کے ساتھ جو روزے کا تقاضہ ہے آدمی روزہ رکھ لیتا ہے تو اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ بندے کو خود مل جاتے ہیں۔اب بندے کو اللہ تعالیٰ کا ملنا کوئی محاورہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو مل گئے۔ملنے سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرلیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کو جان لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی آواز سن لیتا ہے۔اور جو معروضات اللہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے تو اس کا اس بات کا علم ہوتا ہے کہ میں اس ہستی کے سامنے درخواست پیش کررہا ہوں۔ اس کو اس بات کا علم ہوجاتا ہے کہ درخواست قبول کرنے والی ہستی میرے سامنے ہے۔اور میری درخواست کو اس نے قبول فرمالیا ہے۔اللہ کا کہنا کہ روزہ کی جزا میں خود ہوں ۔ تو جزا سے مراد یہی ہے ناں جب آپ نے روزہ رکھ لیاتواللہ تعالیٰ آپ کو مل گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ملنے کا اگر کوئی تقاضہ ہے یا اللہ تعالیٰ کے ملنے کا کوئی عمل ہے جو مشاہدہ ہے تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرفان بندے کو حاصل ہوجاتا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میںجو پیغامات اللہ نے دئے ہیان میں ایک پیغام یہ بھی ہے کہ رمضان المبارک لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔ان انزلنہ فی لیلۃ القدر ...لیلۃ القدرکے بارے میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں میں لیلۃ القدر ہے۔ قرآن نازل ہوا لیلۃ القدر میں۔اس کا صاف مطلب ہے کہ لیلۃ القدر میں جب قرآن نازل ہوا ... شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ... اللہ تعالیٰ نے یہ بھی

فرمایا کہ رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ شھر رمضان
الذی انزل فیہ القرآن ...۔ ساتھ ساتھ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن لیلۃ القدر
میں نازل ہوا ... ان انزلنہ فی لیلۃ القدر ...۔ تیسری بات اللہ نے یہ فرمائی کہ
روزہ کی جزا میں خود ہوں۔تو آج کی اس فکری نشست میں فکری نشست سے
مراد یہ ہے آج کی نشست میں غور و فکر کیا جائے۔ کسی بات کو سمجھنے کے
لئے اپنی ذہنی صلاحیتیں ، عقل اور فہم و بصیرت کو استعمال کیا جائے۔ بچپن
سے آپ نے بھی یہ سنا ہوگا۔ اب میں بھی ایک صدی پورا کرنے والا ہوں پچیس
سال اور گزر جائیں گے ایک صدی پوری ہوجائے گی۔بچپن سے یہی سنتا آیا ہوں
کہ روزہ کی جزا اللہ ہے۔قرآن شریف رمضان شریف کے مہینے میں نازل ہوا۔
قرآن شریف لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔ اب جب اس کی ...... غور کیا گیا تو بہت
ساری باتیں منکشف ہوئیں اور بہت ساری باتیں سامنے آئیں۔ پہلی بات تو یہ کہ
اللہ تعالیٰ نے یہی بات کیوں فرمائی کہ ... شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ...
رمضان کا مہینہ ایسا ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔جبکہ قرآن تو بارہ مہینے
نازل ہوتا رہا۔ایسا تو نہیں ہوا ناں جب رمضان آیا جب ہی وحی نازل ہوئی
ہے۔قرآن تو پورے سال تئیس سال تک نازل ہوتا رہا۔ ... ان انزلنہ فی لیلۃ القدر
...لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا۔ایسا بھی نہیں ہے کہ بھئی رات ہوئی ہو
رمضان کا مہینہ ہو آخری عشرہ ہو آخری عشرے کی کسی طاق رات میں قرآن
نازل ہوا ہو اس کے بغیر نازل ہی نہ ہوا ہو۔ایسا بھی نہیں ہوا۔قرآن تو نازل
ہوتا رہا۔ رات کو بھی نازل ہوا۔ دن میں بھی نازل ہوا۔عصر میں بھی ہوا۔
مغرب میں بھی ہوا۔فجر میں بھی ہوا۔ رات کو بھی ہوا۔یہ کیا بات ہوئی ہے
سوچنے کی بات ہے کہ رمضان کا مہینہ کس طرح قرآن کے نزول کا مہینہ ہے یہ
ڈھونڈنا ہے۔لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن لیلۃ القدر
میں نازل ہواجبکہ قرآن تو نازل ہوتا ہی رہا۔تو جب آپ سوچیں گے اس میں
پہلی بات تو آپ کو یہ نظر آئے گی کہ رمضان کے مہینے میں جو اعمال و افعال
سر زد ہوتے ہیںان اعمال و افعال کے نتیجے میں جو واردات و کیفیات کا نزول
ہوتا ہے ان واردات و کیفیات میں قرآن نازل ہوا۔اب وہ جب بھی وہ کیفیات
ہوجائیں شعبان میں ہوجائیں، ربیع الاول میں ہوجائیں، جمادی الاول میں
ہوجائیں، جمادی الثانی میں ہوجائیں۔یعنی قرآن کا جو نزول ہے وہ ایک
مخصوص کیفیات ہیںمخصوص حالات میں اور مخصوص اللہ کے رسول محمد
رسول اللہ ﷺ کی ذہنی کیفیات میں نازل ہوا۔ اور جب بھی وہ کیفیت ہوئیں اس
کو ہم رمضان کے علاوہ کوئی نام نہیں دے سکتے۔اس لئے کہ ... شھر رمضان
الذی انزل فیہ القرآن ...۔ اب سمجھنا یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں کیا ہوتا
ہے۔ہم لوگ کیا کرتے ہیں۔اور ہماری کیفیات میں کیا رد و بدل ہوجاتا ہے جو
گیارہ مہینے نہیں ہوتا۔ اب آپ شروع ہوں سحر سے۔صبح آپ اٹھتے ہیں۔سحری
کرتے ہیں۔ اور پہلی یہ بات ہوتی ہے کہ سحری جو ہے وہ صبح صادق کے وقت
تک ہے۔صبح صادق کے بعد ہمیں کچھ کھانا پینا نہیں ہے۔ اگر ہم نے صبح صادق

کے بعد کچھ کھالیاتو ہمارا روزہ نہیں ہوگاجیسے ہی صبح صادق ہوتی ہے ،
اذان ہوتی ہے، آپ پانی پی کے کلی کرکے روزے کی نیت کرلیتے ہیںاس کا
مطلب ہے آج میرا روز ہ ہے۔اور نیت کرلی کہ بھئی میں روزے کی نیت کرتا
ہوںنیت کے بعد کیا ہوتا ہے۔نیت کے بعد یہ ہوتا ہے کہ جب تک افطار کا وقت
نہیں ہوتا جب تک افطار کا وقت نہیں ہوتا یا مغرب کی اذان نہیں ہوتی ، سورج
غروب نہیں ہوتا آپ کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیںگرمی ہو، سردی ہو، اب تو
ماشاء اللہ روزے بہت آسانی سے گزر گئے بہت اچھا موسم تھا۔ لیکن جب جون
جولائی کا مہینہ ہوتا ہے بہت گرمی ہوتی ہے، حلق خشک ہوجاتا ہے ۔ لوگ
مساجد میں میں نے دیکھا ہے جمعے کے روز گیلے تولیے رکھ کے سر پہ رکھ کے
مساجد میں آتے ہیںسب کچھ ہونے کے باوجود زبان سوکھ جاتی ہے، حلق میں
کانٹے پڑ جاتے ہیں ، آدمی پانی کا ایک قطرہ حلق سے نیچے نہیں اتارتا۔یہ رمضان
کاہے نہ کوئی چیز وہ کھاتا ہے۔نشہ کرتا ہے سگریٹ پیتا ہے وہ نہیں پیتا۔ پان
کھاتا ہے وہ نہیں کھاتاکچھ بھی ہوجائے اس نے افطار کے وقت تک اپنا منہ بند
رکھنا ہے۔ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ رمضان میں آپ یہ کہ غصہ نہیں کرنا۔ یہ
روزے کے آداب میں سے ہے کہ غصہ نہیں کرنا۔ جذبات میں نہیں آنے چاہئیے۔وہ
جتنی اس سے ممکن ہوتا ہے اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ کچھ بھی ہوجائے
لیکن غصہ نہیں کرنا ہے۔کوشش کرتا ہے کہ غصہ نہ کرے۔اسے یہ بھی بتادیا گیا
ہے کہ اگر غصے میں کسی کی دل آزاری ہوجائے تو صرف نظر کرکے اس سے
معافی مانگ لو بھائی معاف کرنا میں روزے سے تھا۔اچھا اس کے ساتھ ساتھ
رمضان میں وہ غیبت نہیں کرتا۔ اس لئے اسے پتہ ہے اگر میں نے غیبت کی تو
میرا روزہ مکروہ ہوجائے گا، خراب ہوجائے گا۔کوئی بے حیائی کا کام بھی نہیں
کرتا۔انتہا یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو جو عمل کرنے کی اجازت دی ہے
وہ اس سے بھی دریغ کرتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر جائز چیزوں سے بھی
وہ اپنے آپ کو روک کے رکھتا ہے۔کھانا وہ نہیں کھاتا، پانی وہ نہیں پیتا،جھوٹ
وہ نہیں بولتا، غیبت وہ نہیں کرتا،حق تلفی وہ نہیں کرتا ، کسی کی دل آزاری
وہ نہیں کرتا۔اب آپ یہ غور فرمائیں کہ اگر یہ ساری چیزیں کوئی بندہ کرتا ہے
تو اس کے سامنے اس کے پیچھے مقصد صرف یہ ہے کہ یہ کام اللہ کے لئے میں کر
رہا ہوں ۔ روزہ بھی میں نے اللہ کے لئے رکھا ہے اور روزے کی جزا اللہ ہے۔ اگر
اس نے ہر جائز چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے کیوں اس لئے کہ وہ اللہ کی
خوشنودی حاصل کرسکتا ہے۔ جب آپ سارا کام صبح فجر سے لے کرمغرب تک
اللہ کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیںتو اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہوا
کہ آپ کا لاشعوری طور پر، روحانی طور پر اللہ سے ایک رابطہ اور تعلق قائم
ہوگیا۔ جب اللہ کے لئے رابطہ اور تعلق قائم ہوگیاتو اللہ کو آپ غیب کے علاوہ
کوئی نام نہیں دے سکتے۔ اللہ تو غیب الغیب ، غیب ہے۔جب آپ کا اللہ سے
رابطہ اور تعلق قائم ہوگیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کاغیب سے تعلق قائم
ہوگیا۔ یعنی شعوری طور پر نہ سہی لاشعوری طور پر ، روحانی طور پر آپ

غیب کی دنیا میں چلے گئے۔حضور پاک ﷺ غار حرا میں تشریف فرما ہیں۔ وہاں
حضرت جبرئیل آگئے۔انہوں نے کہا پڑھئے ... اقراء باسم ربک الذی خلق ... آپ یہ
غور کریں حضرت جبرئیل علیہ السلام کیا ہیں؟ غیب کے علاوہ حضرت جبرئیل کا
کوئی نام نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کا کلام لیکر حضرت جبرئیل نازل ہوئے۔حضور ﷺ کو
اس وقت تک اللہ کے کلام کا علم نہیں تھا۔اللہ کا کلام ... چونکہ اللہ غیب ہے
کلام بھی غیب ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں جو فکر کیا ۔ رسو ل اللہ ﷺ
نے غار حرا میں اللہ کی نشانیوں پہ جب تفکر کیا تو اس تفکر کے نتیجے میں
رسول اللہ ﷺ کی ذہنی استعداد وہ تو ازل سے ہی ہے وہ تو یہ نہیں کہ بعد میں
نبیوں کا ... ازل سے ہی اللہ نے ان کو نبی بنادیا۔لیکن شعوری استعداد حضور ﷺ
کی غار حرا میں اتنی زیادہ ہوگئی کہ غیب ان کے سامنے آگیا۔اچھا غار حرا کی
زندگی کو آپ کیا کہیں گے؟ حضور پاک ﷺ ستو لے کر تھوڑے سے مشکیزے میں پانی
لے کر غار حرا میں تشریف لے گئے ۔ اور کہا جاتا ہے کہ ایک ایک ہفتہ، سات
سات دن ، گیارہ گیارہ دن حضور ﷺ غار حرا میں رہتے تھے۔مجموعی طور پر
سات سال بتائی جاتی ہے کہ حضور پاک کی مجموعی مدت سات سال غار حرا
میں جاتے رہے۔گئے اور جاکر وہاں اللہ کی نشانیوں پہ غور کیا۔اب روزے کے
حوالے سے اگر آپ غور فرمائیں تو حضور ﷺ نے کھانا بھی کم سے کم کھایا۔پانی
بھی کم سے کم پیا۔دنیاوی معاملات سے الگ تھلگ بھی ہوگئے۔جیسے روزہ دار
الگ تھلگ ہوجاتا ہے۔اور اس کے نتیجے میں حضور کے سامنے غیب آگیا۔یعنی
حضرت جبرئیل تشریف لے آئے اور قرآن کا نزول ہوگیا۔غار حرا کی زندگی حضور
پاک ﷺ کی ہمارے لئے سنت ہے، مشعل ہے۔جب اس کو آپ روزہ دار کے اعمال
سے مقابلہ کریں گے تو ہم یہ کہیں گے کہ حضور کا ایک امتی اس بات کی
کوشش کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی غار حرا کی سنت پر اس طرح عمل کرے کہ
جس طرح حضور نے عمل کیا۔یعنی روزہ ایک پریکٹس ہے ، ایک مسلسل عمل
ہے وہ عمل جو رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں کیا تھا اور جس کے نتیجے میں
حضور ﷺ کے سامنے غیب آگیا تھا۔اب آپ پھر اس آیت کو پڑھیں ...شھر رمضان
الذی انزل فیہ القرآن ... کہ رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا۔ لیلۃ القدرمیں
قرآن نازل ہوا۔اور روزہ کی جزا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خود ہوں۔رمضان
کا مہینہ الحمد للہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے روزے رکھے اللہ
تعالیٰ قبول فرمائیں۔اب لیلۃ القدر تک ہم پہنچ چکے۔صبح سے شام تک ہم نے
ترک کیا۔یعنی ان چیزوں کو بھی استعمال نہیں کیا جو اللہ نے ہمارے لئے جائز
قرار دی ہے۔اس لئے کہ اللہ نے کہا کہ بس اب یہ روٹی نہیں کھانی، پانی نہیں
پینا، شربت نہیں پینا۔رات کو ہم نے افطار کے بعد تراویح پڑھی، قرآن شریف
پڑھا۔سوگئے۔ اس خیال میں سوگئے کہ بھئی جلدی سوجاؤ صبح پھر سحری میں
اٹھنا ہے۔اگر آپ زندگی کا تجزیہ کریں گے تو یہ آپ کو نظر آئے گا کہ بیس روزے
مسلسل ، بیس روزے رکھنے کے بعد آپ غیب سے قریب ہونے کی صلاحیت کو
ڈھونڈتے رہے۔یعنی اللہ ہی کو ڈھونڈتے رہے ناں؟ تو آپ اس کو یوں کہہ لیجئے

کے غیب کی صلاحیت جو انسان کے اندر اللہ نے رکھی ہے۔ تو اسے ہر روزہ دار
بیس روزے تک ڈھونڈتا رہا۔ بیس روزے کے بعد اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلة
القدر کو طاق راتوں میں ڈھونڈو۔ اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس، اور اگر انتیس کا
چاند نہ ہو تو انتیس بھی اس میں آگئی۔ لیلة القدر کیا ہے؟ ان انزلنہ فی لیلة
القدر ... لیلة القدر خیر من الف شهر ... کہ ایک لیلة القدر ہزار مہینوں سے
افضل ہے۔ لیلة القدر خیر ... خیر سے مراد افضل ہے۔ الف ... الف معنی ہزار۔
شهر معنی مہینے۔ لیلة القدر خیر من الف شهر ...۔ ہزار مہینے میں ہزار دن
ہوئے۔ ہزار راتیں ہوئیں۔ سمجھنے کی یہ بات ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک
مہینے ، لیلة القدر کی ایک رات ایک ہزار مہینے سے افضل ہے۔ کا مطلب یہ ہے
کہ ایک ہزار مہینے کے دن اور ایک ہزار مہینے کی راتوں سے یہ رات بہتر ہے۔
خیر من الف شهرہ ہر مہینے میں رات دن ہوگا تو مہینے بنے گا ناں؟ تو سمجھنے
کے لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر انسان حواس میں زندگی گزارتا ہے۔ رات کے
حواس الگ حواس ہیں۔ دن کے حواس الگ حواس ہیں۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے
کہ دن کے حواس اور رات کے حواس ایک ہیں۔ دن کے حواس میں آپ پابند رہتے
ہیں۔ رات کے حواس میں آپ آزاد ہوجاتے ہیں۔ جس کو آپ خواب دیکھنا کہتے
ہیں۔ یعنی آپ کی رفتار دن کے حواس کے مقابلے میں رات کے حواس میں اتنی
زیادہ ہوجاتی ہے کہ آپ جو سالوں میں سفر کریں گے وہ ایک سیکنڈ میں کرلیتے
ہیں۔ یعنی آپ نے خواب دیکھا اب پتہ چلا آپ کو مدینہ منورہ میں آپ موجود
ہیں یہاں کسی نے پیر ہلایا آپ پھر یہاں موجود ہوگئے۔ رفتار بڑھ گئی ناں آپ کی۔
تو رات کے حواس میں انسان ٹائم اسپیس سے آزاد ہوجاتا ہے۔ اور دن کے حواس
میں انسان ٹائم اسپیس میں بند ہوجاتا ہے۔ تو آپ یہ تیس ہزار راتیں ، تیس ہزار
دن تو یہ ساٹھ ہزار ہوگئے ۔ اب اس کا ترجمہ ہم یوں کریں گے ... لیلة القدر
خیر من الف شهر ...کہ ایک لیلة القدر کی رات ساٹھ ہزار دن رات کے حواس
سے زیادہ افضل ہے۔ لیلة القدر خیر من الف شهر ...یہ ایک مہینے کے ہزار دن
ہوتے ہیں ہزار راتیں ہوتی ہیں، ساٹھ ہزار ہوگئے۔ یعنی ایک رات میں جتنا آپ
سفر کرتے ہیں لیلة القدر میں اگر وہ آپ لیلة القدر سے ہٹ کر آپ وہ سفر
کریں تو آپ کو اس رات میں سفر کرنے کے لئے ساٹھ ہزار رات اور دن کا سفر
کرنا پڑے گا۔ مثلاً ایک آدمی ایک گھنٹے میں تین میل پیدل چلتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا
ہے کہ ایک گھنٹے میں آدمی تین میل پیدل چلتا ہے۔ تو ایک دن رات میں چوبیس
گھنٹے ہوئے۔ تو ایک دن رات میں آدمی نے کتنا سفر کیا بھئی؟ جی؟ تین میل ...
پچیس تیا پچھتر کرلو۔ بہتّر گھنٹے کیا۔ تو اب آپ نے بہتّر گھنٹے کو ساٹھ ہزار سے
ضرب دیں۔ کتنے ہوئے؟ جی ؟ پینتالیس، فورٹی فائیو کرلو اندازاً ، چالیس کرلو۔
تو اس کا مطلب یہ کہ ایک لیلة القدر کے حواس اگر آپ کے اندر بیدار اور متحرک
ہوجائیں تو ایک رات میں آپ چالیس لاکھ میل سفر کی صلاحیت حاصل کرلیں
گے۔ جب چالیس لاکھ میل سفر کرنے کی صلاحیت آپ نے حاصل کرلی اب اس کا
کیا ہوگا۔ تنزل الملائکة والروح ... اب آپ کو فرشتے اترتے ہوئے نظر آئیں گے۔

یعنی اگر کسی کو فرشتہ دیکھنا ہے یا اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کے تحت جو
لوگ فرشتے دیکھتے ہیان کی صلاحیت ایک عام آدمی کے مقابلے میں چالیس لاکھ
میل زیادہ ہوجائے گی۔یعنی جب کوئی بندہ چالیس لاکھ میل کا سفر کرے گا اور
کسی مقام پر پہنچے گا وہ بندہ جب فرشتے کو دیکھتا ہے تو پلک جھپکتے چالیس
لاکھ میل سفر طے کرلے گا۔اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو آپ کی سمجھ
میں نہ آئے۔آج کل تو آپ دیکھ لیں کمپیوٹر دیکھ لیں۔ آپ کا ٹیلی فون دیکھ لیں۔
لاسلکی نظام دیکھ لیں۔اب امریکہ ہزاروں ہزاروں میل ہے۔ آپ ٹیلی فون
گھماتے ہیں اور آواز سنتے ہیں۔جبکہ اگر آپ اس آدمی کو پیدل چل کے وہ پیغام
دیں تو کتنے سال لگیں گے؟ امریکہ جانے میں سال بھر ... میرا خیال ہے سال بھر
سے زیادہ لگ جائے گا۔ پہلے تو پہلے زمانے میں ہمارے زمانے میںچھ مہینے میں تو
حج ہوتا تھا۔بمبئی سے لوگ چلتے تھے۔آنے جانے میں چھ مہینے لگ جاتے تھے۔اب
آنے جانے میں چھ گھنٹے لگتے ہیں۔تین گھنٹے بیس منٹ آنے کے ، تین گھنٹے بیس
منٹ جانے کے ۔ تو جب ایک عام دماغ سائنٹسٹ ... سائنٹسٹ جو قرآن کا علم
بھی نہیں رکھتا وہ ٹائم کو اتنا مختصر کردیتا ہے تو جب آپ کے اندر لیلة القدر کی
صلاحیت پیدا ہوگی تو ظاہر ہے آپ بڑی آسانی سے ہزاروں میل کا سفر طے
کرلیں گے۔اب ہم پھر اس پر غور کرتے ہیں۔یہ آپ کے لئے نئی بات ہے ذرا دماغ
کے اوپر بوجھ پڑے گا۔لیکن ہر نئی بات کا دماغ پہ بوجھ پڑتا ہے۔اور جب آپ ذرا
دماغ کو یکسو کرلیں تو بات سمجھ میں آجاتی ہے۔اب کسی بچے کو آپ ضرب
تقسیم کے سوال بتائیں ناں اس کے دماغ پر بہت بوجھ پڑے گا۔لیکن جب آپ پہاڑے
وہاڑے یاد کرکے سمجھا تے ہیں تو وہ سوال حل کرلیتا ہے۔اب ہم یوں کہیں گے
کہ رسول اللہ ﷺ پر جب بھی قرآن نازل ہوا حضور پاک ﷺ کی رفتار چالیس لاکھ
میل فی گھنٹے تھی۔یہ ایک آپ نہیں کہہ سکتے ۔ یہ مثال کی بات ہے۔جب بھی
قرآن نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی اسپیڈ چالیس لاکھ میل فی گھنٹے ہوگئی۔
شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ... یعنی قرآن کا نزول عام شعوری کیفیت
میں نہیں ہوتا ۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص صلاحیت اپنے حبیب بندے
محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائی۔اب حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ لیلة القدر
میں تلاش کرو۔حضور پاک ﷺ کی محبت سے، نسبت سے ، حضور پر ایمان لانے
سے ہر امتی کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے کہ اگر وہ کوشش کرے تو رسول اللہ
ﷺ کی رفتار سے قریب سے قریب ہوسکتا ہے۔ایسے بہت سارے لوگ ہیںجو لیلة
القدرکو اللہ تعالیٰ ان کو دکھاتا ہے۔ اللہ کی تجلی دیکھتے ہیں۔ روح دیکھتے
ہیں۔ فرشتے دیکھتے ہیں۔بہت سارے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ حضرت جبرئیل
سے مصافحہ کرلیتے ہیں۔بہت واقعات ہیں۔اچھا اس میں یہ ضروری نہیں کہ
اولیاء اللہ ہی ہوں۔جو بھی لوگ کوشش کرتے ہیں۔جیسے ہی ان کی رفتار ...
یعنی روزے کو ان کے آداب کے ساتھ رکھ لیا جائے بیس روزے تک اور اس کے بعد
جاگنے کا ، عبادت کا،قرآن کریم کی تلاوت کا ، نوافل کا، درود شریف کثرت سے
پڑھنے کا اہتمام کیا جائے تو انسان کی ... ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ کی جو اسپیڈ

ہے وہ تو کسی کی نہیں ہوسکتی۔یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ بھئی رسول اللہ ﷺ
کی اسپیڈ کو بندہ پہنچ جائے گا۔ نہیں ہوسکتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت پر
عمل کرنے سے ۔ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اعمال و اشغال کو اختیار کرکے
انسان اس قابل ہوجاتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ نے براہ راست اللہ تعالیٰ کا دیدار
کیا ہے ... فکان قاب قوسین او ادنیٰ...... ما کذب الفواد ما را ... اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ ہمارے بندے کا ... میرا اور بندے کا درمیانی فاصلہ دو کمانوں کے
برابر رہ گیا یا اس سے بھی کم ... فکان قاب قوسین او ادنیٰ...یا اس سے بھی
کم۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے بندے سے جو میرا دل چاہا باتیں کیں۔اور
ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... ما کذب الفواد ما را ...میرے بندے جو دیکھا وہ
خواب خیال نہیں تھا۔جو کچھ دیکھا اللہ اس کی تصدیق بھی کر رہے ہیں کہ وہ
خواب خیال کی بات نہیں ہے۔... ما کذب الفواد ما را ... جو دیکھا سچ دیکھا۔تو
یہ تو کسی کو حاصل ہوا ہی نہیں کسی پیغمبر کو حاصل نہیں ہوئی تو کسی
انسان کو کیسے ہوے لیلة القدر کے حواس کسی انسان میں بیدا ر ہوجاتے ہیں تو
اتنا ضرور ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے۔اتنا ضرور ہے کہ وہ حضرت
جبرئیل سے مصافحہ کرلیتا ہے۔تو الحمد للہ لیلة القدر بھی گزر گئی۔جس نے
جس خلوص سے، لگن سے ، محبت سے ، رسول اللہ ﷺ کے عشق سے روزے رکھا،
عبادت کی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور یقینا قبول فرمائے گا ۔ ایک بات کہا
کرتا ہوں کہ۔ جی اللہ توفیق دے نیکی کی تو میرا تو یہ خیال ہے کہ اللہ توفیق
نہ دے تو ہم نیکی کر ہی نہیں سکتے۔ہم نماز اگر قائم کرتے ہیں مسجد اگر
آجاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے اللہ نے ہمیں توفیق دی ہے۔جب اللہ نے توفیق
دی تو قبول بھی کرے گا۔تو اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام او ر شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
ہمیں رسول اللہ ﷺ کی امت میںپیدا فرمایا۔یہ بڑی سعادت ہے۔اللہ کے پیارے نبی
کی امت میں پیدا فرمایا۔خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ... انی حب و حب اللہ والذین
امنوا اشد وا ... اللہ کے جو میرے پیارے بندے محمد رسول اللہ ﷺ سے جتنی محبت
کرتا ہے میں اس سے کہیں زیادہ محبت ۔ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ... ان اللہ و
ملائکة یصلون علی النبی ...یا یھا الذین امنوا صلو علیہ وسلموا تسلیما ... کہ اللہ
اور اس کے فرشتے محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں... اے ایمان والو تم
بھی ہمارے محبوب بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو... الھم صلی علیٰ
محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید
... تو فکری نشست کے حوالے سے آج کا ہمارا موضوع تھا ... شھر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن کہ رمضان کا مہینہ قرآن کے نزول کا مہینہ ہے۔جبکہ قرآن بارہ
مہینے نازل ہوتا رہا۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن کے نزول کا مطلب ایک
مخصوص کیفیت ہے۔رسول اللہﷺ کے پاس جب حضرت جبرئیل علیہ السلام
تشریف لاتے تھے تو وہ انہیں دیکھتے تھے وہ حضور ﷺ کو دیکھتے تھے۔لیکن دوسرے
لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے۔تو دوسرے لوگوں کو نظر نہ آنے کا مطلب یہ ہوا ناں
ایک مخصوص کیفیت حضور پاکﷺ کی ہوتی تھی۔اور اس مخصوص کیفیت کی

بناء پر وہ حضرت جبرئیل کو دیکھتے تھے۔ حضرت جبرئیل انہیں قرآن پڑھاتے تھے۔
حضرت جبرئیل قرآن ان سے سنتے بھی تھے۔تو اس کا اس آیت کا ایک مفہوم یہ
ہوا کہ رمضان میں روزہ رکھنے والے کی وہ کیفیات ہوجاتی ہیجو انسان کو
غیب سے قریب کرتی ہیں۔اور اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کی جزا
میں خود ہوں۔دوسری بات لیلة القدر کی ہے۔کہ لیلة القدر ایک رات ہے جو
ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ہزار مہینے میں تیس دن ہوتے ہیں تیس راتیں ہوتی
ہیں۔یعنی لیلة القدر میں انسان کی رفتار پرواز اتنی زیادہ ہوجاتی ہے کہ جس
رفتار پرواز سے وہ فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام کا
مشاہدہ کرسکتا ہے۔یہ بھی لیلة القدر بھی رمضان کے مہینے میں ہوئی۔اب
اسی حوالے سے ، رفتار کے حوالے سے انسان کی زندگی کے دو رخ ہیں۔ایک رخ یہ
ہے یہ دنیاوی رخ ہے جس میں ہم سب بیٹھے ہیں۔جس میں ہماری رفتار ایک
گھنٹے میں تین میل ہوتی ہے۔ایک زندگی کا دوسرا رخ وہ ہے جب ہم یہاں سے
چلے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ... کل نفس ذائقة الموت ... کہ جو بھی
یہاں نفس پیدا ہوگیا جو بھی اس میں انسان ہی نہیں جو بھی اس کو بہرحال
موت سے گزرنا ہے۔کوئی بھی ... گائے، بھینس، بکری ، درخت ، پرندے، چرندے،
حشرات الارض ، چاند، سورج، ستارے ... جو بھی ... کل نفس ذائقة الموت... کہ
جو بھی پیدا ہوا اسے بہرحال اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہونا ہے۔یعنی
مرنے کے بعد کی دنیا۔اور یہ ایسی بات ہے کہ اس میں بھی کوئی سوچ سمجھنے
کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ ہمارے تجربے میں ہے۔ہمارے دادا مر گئے۔ہمارے
ابا مر گئے۔جب ہم دادا ہوں گے ہم بھی مر جائیں گے۔اب ہم ابا بنیں اب کل کو
دادا بن جائیں گے۔جو بھی پیدا ہوگیا اس کو بہرحال مرنا ہے۔اس مرنے کی دنیا
کے لئے بھی تمام پیغمبروں نے نوع انسانی کو بتایا کہ ایک زندگی یہ ہے دنیا کی
زندگی اور ایک زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة
حسنہ و قنا عذاب النار ... اے ہمارے رب! ہماری دنیا کو اچھا کر اور ہماری
آخرت کو اچھا کر۔وقنا عذاب النار ... عذاب سے مراد یہ ہے کہ پریشانیوں سے
ہماری حفاظت فرما۔نار ... گرمی، جھلس دینے والی آگ۔ اس کو آپ پریشانی
کے علاوہ تو کوئی دوسرا نام تو نہیں دے سکتے۔تو وقنا عذاب النار کا مطلب یہ
ہے کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی اچھا رکھ، آخرت میں بھی اچھارکھ۔ اور ہمیں
دنیاوی پریشانیوں سے بھی محفوظ فرمااور آخرت کی پریشانیوں سے بھی
محفوظ فرما۔نار کا مطلب آگ ہے۔ لیکن آگ کا مطلب اگر آپ پریشانی، ذہنی
خلفشار ، ہائی بلڈ پریشر ، بخار، الجھن، بیزاری، یہ سب آگ ہی تو ہے بھئی۔
عذاب ہی تو ہے یہ ۔ تو اب ہمارے سامنے دو زندگیاں ہیں۔ایک زندگی دنیاوی
زندگی ہے۔ ایک زندگی آخرت کی زندگی ہے۔دنیا میں بھی ہم کہیں سے آتے
ہیں۔ پیدائش سے پہلے کہیں ہم تھے جس کو عالم ارواح کہتے ہیں۔عالم ارواح
سے ہم سب ہی واقف ہیں۔جہاں روحیں رہتی ہیں اس کو عالم ارواح کہتے
ہیں۔وہاں سے ہم اس دنیا میں آگئے۔اب اس کا مطلب یہ کہ جس طرح ہمیں

اس دنیا میں عارضی طور پر بھیجا گیا ہے اور ہمیں اس دنیا سے جانا ہی جانا
ہے۔اسی طرح ہم عالم ارواح میں تھے وہاں سے بھی آنا پڑا۔اب یہ بات الگ ہے
کہ ہم ماہ و سال میں عالم ارواح کو نہیں گن سکتے۔لیکن بہرحال اگر چلے گئے
اس وقت تک جب تک ہم اس دنیا میں آئے تو عالم ارواح میں ہی رہتے رہے تو
وہاں سے بھی ہمیں آنا پڑا۔پھر ہم اس دنیا میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ...
مستقر و متاع الی حین ... کہ ہم نے تمہیں اس دنیا میں بھیجا ہے لیکن مستقل
یہاں نہیں رہنا ایک وقت مقررہ کے لئے آپ کو بھیجا ہے۔ وقت مقررہ سو سال
بھی ہوسکتے ہیں۔سو سال بھی ہوسکتے ہیں، بیس سال بھی ہوسکتے ہیں۔
لیکن یہ نہیں کہہ سکتے آپ جو بندہ یہاں پیدا ہوگیا وہ کبھی مرے گا نہیں۔ یہ
نہیں ہوسکتا۔ جو بندہ پیدا ہوا وہ مرگیا۔ آدم سے لیکر اب تک اربوں کھربوں
آدمی آئے مرگئے۔اس دنیا سے اس دنیا میں چلے گئے۔ یعنی جتنے ، جتنے وقت
مقررہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا یہاں رہے۔ پھر چلے گئے۔اب یہاں وقت
مقررہ سے جانے کے بعد آپ مرنے کے بعد کے عالم میں چلے گئے۔اس کو مرنے کے
بعد کی زندگی کہتے ہیں۔ جس طرح آپ عالم ارواح سے یہاں آئے۔ وقت مقررہ
تک رہے۔اور پھر آپ کو جانا پڑے گا وہاں چلے گئے۔وہاں بھی مستقل رہائش
نہیں ہے۔جب وہاں کا وقت مقررہ پورا ہوا آپ عالم حشر نشر میں چلے گئے۔
عالم حشر نشر بھی تو ہوگا مرنے کے بعد۔ فوراً تھوڑا ہی ہوگا مرنے کے حشر و
نشر۔ وہاں رہوگے قبر کا عذاب جھیلوگے۔ یا قبر کی راحتیں سمیٹوگے۔ جنت کی
کھڑکی کھلے گی یا دوزخ کی آگ سامنے ... وہ بھی بتایا گیا۔ فمن یعمل مثقال
ذرة خیر یرا ... و من یعمل مثقال ذرة شر یرا ... اگر تم نے ایک ذرے کے برابر خیر
کی ہے وہاں اللہ کے پاس اس کا اجر ملے گا۔اور اگر کسی بندے نے ذرہ برابر شر
کیا ہے تو وہاں سب ظاہر ہوگا۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیر یرا ... و من یعمل
مثقال ذرة شر یرا ...ایسا نہیں ہے کہ یہاں اگر آپ نے کوئی جرم کرلیا اور بچ گئے
تو وہاںبھی بچ گئے۔ وہاں کوئی نہیں بچتا۔وہاں فرشتوں کے پاس حساب کتاب
ہے۔دو فرشتے ہر وقت آپ کے کندھے پہ سوار ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ اگر
کوئی خیر کرتا ہے تو خیر لکھ لی جاتی ہے اور اگر کوئی شر کرتا ہے تو شر لکھ
لیا جاتا ہے۔اس لکھنے کو اور ان کراماً کاتبین کو، کراماً کاتبین کہتے ہیں ناں آپ
موجودہ سائنسی دور میں سائنس کی زبان میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ آپ
کے دونوں کندھوں پہ دو ویڈیو کیمرے نصب ہیں۔اب یہاں ایک ویڈیو کیمرہ آپ
لگادیں۔ چوبیس گھنٹے جو بھی آئے گا اس کی ہر حرکت وہ کیمرہ نوٹ کرتا رہے
گا۔ آپ بیٹھے دیکھتے رہیں۔آپ نے دیکھا ہے ناں ائیر پورٹ پہ کتنے کیمرے لگے
ہوئے ہیں۔آدمی پھر رہا ہے ، چل رہا ہے ... یعنی ہر چیز آپ کی ریکارڈ ہورہی
ہے۔تو کراماً کاتبین کو سمجھنے کے لئے آپ ویڈیو کیمرے کے آپریٹر سمجھ لیں کہ
دو بندے بیٹھے ہوئے ہیں ایک ادھر اور ایک ادھر اور انہوں نے ویڈیو کیمرہ رکھا ہوا
ہے۔ایک فرشتہ نے ویڈیو کیمرہ اس اینگل پہ لگایا گیا ہے کہ اگر یہ ذرا سی بھی
شر کرے کٹ اور اگر یہ ذرا بھی خیر کرے کٹ جھٹ سے اس کی ویڈیو بن جائے۔

اب اس میںفلم میں پلک جھپکنا بھی آگیا۔کسی سنیما میں جانا ہے وہ بھی آگیا۔
شراب خانے میں کوئی گیا وہ بھی ریکارڈ ہوگیا۔کوئی بندہ مسجدمیں گیا وہ بھی
ریکارڈ ہوگیا۔کوئی بندہ کسی محفل میں ، میلاد میں گیا وہ بھی ریکارڈ ہوگیا۔
کسی بندے نے کسی بندے کی دل آزاری کی وہ بھی ... دیکھیں ناں فلم بن رہی
ہے ناں۔فلم بناتے نہیں ہیں شادی بیاں میں... فلم جب بنتی ہے اس میں یہ تو
نہیں کہ بھئی مخصوص ہی حرکات ہ وہاںتو جو کچھ ہورہا ہے سب آجاتا ہے۔
پتہ بھی نہیں ہوتا کیا فلم بھی بن گیا۔تو یہ دو کیمرے دو کندھوں پر فٹ ہیں۔اور
ان کو چلانے والے دو فرشتے ہیں۔کراماً کاتبین ان کا نام ہے۔اب اس آیت کو
پڑھیں فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر یرا ... اگر خیر کی ذرا سی بھی کوئی حرکت
ہوئی ہے وہ کیمرے میں ریکارڈ ہوگئی۔اور اگر شر کی ذرا سی بھی حرکت
ہوئی ہے وہ بھی ریکارڈ ہوگئی۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں آنے کے بعد آپ
نے جو بھی کچھ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت ریکارڈ ہے۔یعنی اس کی
فلم بن گئی۔بات سمجھ میں آرہی ہے یا نہیں آرہی؟ فلم بن گئی اس کی۔اب
فلم مثلاً میں نے یوں ہاتھ ہلایا وہ کیمرے میں فلم آگئی۔اب یہاں اگر کوئی
کیمرہ ہو تو میرے ہونٹ کا ہلنا، آنکھوں کا جھپکنا، ہاتھ ہلانا، ادھر ادھر دیکھنا ،
آپ سے باتیں کرنا سبھی کچھ ریکارڈ ہورہا ہے ناں۔تو جس روز اس دنیا میں بچہ
پیدا ہوتا ہے اسی دن سے وہ کیمرے آن ہوجاتے ہیں اور وہ فلم بننی شروع
ہوجاتی ہے۔اب زندگی کے دورخ ہیں۔ ایک اچھا رخ ہے۔ ایک برا رخ ہے۔اللہ اور
اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں پر عمل کرنا اچھا رخ ہے۔شیطان کی باتوں پر عمل
کرنا برا رخ ہے۔ریکارڈ دونوں ہورہے ہیں۔جس رخ کو آپ اچھا کہتے ہیں وہ
اعلیٰ رخ ہے۔اور جس رخ کو ہم برا کہتے ہیں، شیطنت کہتے ہیں وہ غلط رخ
ہے، اسفل رخ ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری ساری زندگی ایک فلم ہے
اچھائی ہو یا برائی ہو۔ہماری پوری زندگی اللہ کے پاس ایک ریکارڈ ہے۔آپ نے
سنا ہے ناں حشر میں جب اللہ یوم حساب میں جب اللہ تعالیٰ بحیثیت عدالت کے
بیٹھیں گے تو وہاں آدمی جھوٹ نہیں بول سکتا۔اگر اس نے چوری کی ہے اور وہ
یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ میں نے چوری نہیں کی تو ہاتھ بول پڑے گا نہیں نہیں
چوری کی ہے۔فلاں آدمی کی چوری کی ہے۔پیر بولیں گے۔ یہ تو آپ نے سنا ہوا
ہے ناں؟ پیر بولیں گے نہیں صاحب! یہ جھوٹا ہے چل کے گیا تھا میرے پیروں سے
وہاں نقب لگائی تھی۔یہ بولنا اب آپ فلم میں

Convert

کرلیں۔یعنی جب اللہ تعالیٰ یوم حساب میں تشریف فرما ہوں گے اور بندہ
سامنے ہوگا تو بندہ خیر و شر کی فلم کو دیکھے گا۔ بھئی اب اس میں وہاں

UAE

میں چالان کردیتے ہیں گاڑی کا۔ اور سال کے سال بھیج دیتے ہیں اتنے آپ نے
سگنل توڑے ، اتنے یہ ہوا ، اتنی اسپیڈ ہوئی ہ تو وہ کہتے ہم نے تو کیا نہیں تو

کہتے ہیں آجاؤ ، وہ کمرے میں بٹھا کے فلم چلا دیتے ہیں۔وہ شرمندہ ہو کر
پیسے دے کر آجاتا ہے۔ بندے۔تو جب اس دنیا میں ہورہا ہے۔ تو فرشتوں کے لئے یہ
کیا مشکل ہے۔یہ تقریر وقریر نہیں ہے یہ غور و فکر کی ایک مجلس ہے۔رسول
اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں... اے پیغمبر ﷺ ! آپ ان لوگوں کو بتادیجئے کہ
تمہاری زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے پاس ریکارڈ ہے۔یہ ریکارڈ ہے کہ تم نے کتنے
سانس لئے۔یہ بھی ریکارڈ ہے کہ پانی کتنا پیا۔یہ بھی ریکارڈ ہے کہ کھانا کتنا
کھایا۔یہ بھی ریکارڈ ہے کہ غیبت کتنی کی۔یہ بھی ریکارڈ ہے دل آزاری کتنی
ہوئی۔یہ بھی ریکارڈ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نام پہ تفرقہ ڈال کے
کتنے قتل کئے، کتنی جانیں لیں، کتنے اپنے بھائیوں ، مسلمانوں کو کافر کہا۔ جبکہ
اللہ تعالیٰ نے ، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق فرمایا کہ کافر کو بھی کافر
نہ کہو۔ہوسکتا ہے جسے تم کافر کہہ رہے ہو وہ اسلام لے آیا ہو۔ یہ سب
ریکارڈ ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... وما ادرک وما علیین...اے ہمارے محبوب بندے
، محمد رسول اللہ ﷺ ! آپ کیا سمجھے علییین ، خیر کیا ہے؟ بتانے کے لئے۔ ان کو
تو سب پتہ ہے۔اللہ تعالیٰ کے تخاطب کا ایک طریقہ ہے۔ وما ادرک وما علیین...
آپ کیا سمجھے اعلیٰ زندگی کیا ہے؟ بلندی کیا ہے؟ رفعت کیا ہے؟ نیکی کیا ہے؟
خلوص و ایثار کیا ہے؟ سخاوت کیا ہے؟ عبادت کیا ہے؟ ریاضت کیا ہے؟ کتاب
المرقومہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔اب لکھی ہوئی کتاب کو آپ کہئیے فلم ہے ،
ویڈیو فلم ہے۔ ترجمہ ہی کرنا ہے ناں ، لکھی ہوئی بات دستاویز ہی ہوئی
ناں۔تو فلم کیا دستاویز نہیں ہے؟ وما ادرک وما علیین... آپ کیا سمجھے اعلیٰ
زندگی کیا ہے؟ خیر کیا ہے؟ جزا کیا ہے؟ ایک فلم ہے ... ویڈیو فلم ہے ، کتاب
المرقوم ہے۔ وما ادرک وما سجیین ... اور آپ کیا سمجھے شر کیا ہے؟ شیطنت
کیا ہے؟ ابلیسیت کیا ہے؟ فساد کیا ہے؟ کتاب المرقوم ہے۔لکھی ہوئی کتاب ہے۔
ویڈیو فلم ہے۔انسان جب اس دنیا سے اس دنیا میں جاتا ہے تو اس سے پہلے ہی
اس کو اس بات کا علم ہوجاتا ہے کہ میرے دونوں کندھوں میں کون سی فلم
بھری ہوئی ہے اور کون سی فلم خالی ہے۔اس کا ضمیر اس کو بتادیتا ہے۔اور
جب وہ مرتا ہے تو مرنے کے بعد دیکھئے آپ کو اچھی طرح معلوم ہے آپ نے بہت
وعظ سنے ہوں گے کہ مرنے کے بعد شریعت نہیں ہے۔ مرنے کے بعد جزا سزا کے
عمل بھی نہیں ہے۔یہ نہیں ہے کہ وہاں جاکر آپ خیرات کریں گے تو اس کی
جزا آپ کو ملے گی۔ وہاں خیرات ہے نہیں۔یہ نہیں ہے کہ آپ وہاں بہ ایمانی
سے بچیں گے تو آپ کو ثواب ملے گا وہاں تو کوئی کاروبار ہی نہیں ہے۔صلہ
رحمی کریں گے آپ کو فائدہ ہوگا۔ وہاں رشتہ داری ہی نہیں ہے۔کھانا فری
ہے۔ گھر فری ہے۔لباس فری ہے۔جو عبادت وہاں کرو کرتے رہو۔نہ کرو نہ
کرو۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ...لھا ماکسبت و لکم ماکسبتم ... جو کچھ کرنا ہے یہاں
کرو۔ یہاں جو کروگے وہاں ملے گا۔اور اللہ تعالیٰ کے رسول ، محمد رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا ... الدنیا مزرعة الآخرة ... کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔اب کھیتی میں
آپ کیکر بو دیں۔ کیا کاٹیں گے؟ کھیتی میں آپ گلاب کا پھول بو دیں۔ گلاب کے

پھول کاٹیں گے۔تو وہاں کھیتی نہیں ہے۔ کھیتی یہاں ہے۔یہاں کی کھیتی کا پھل
وہاں ملے گا۔اگر یہاں ویڈیو فلم شر کی بن گئی تو آدمی ساری زندگی وہ شر
دیکھتا رہے گا۔اگر فلم یہاں خیر کی بن گئی تو آدمی ساری زندگی خیر دیکھتا
رہے گا۔خیر سے کیا مراد؟ الصلوٰۃ معراج المؤمنین ... کسی آدمی نے نماز قائم
کرلی اس کو غیب کی دنیا کی معراج ہوگئی۔فلم بن گئی۔ اس کی جنت۔ جنت
کیا؟ جنت غیب کے علاوہ کوئی چیز ہے؟ الدنیا مزرعة الآخرة ... کہ کسی نے یہاں
اگر نماز صحیح پڑھ لی تو وہ جنت کا مستحق ہوگیا۔ بھئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ناں؟ تو فلم بن گئی۔اب اس کی مثال اور اس طرح سمجھیں۔ ایک آدمی نے
کسی کا حق مارا۔اور اس طرح حق مارلیاکہ اس بندے کے علاوہ کسی کو پتہ
نہیں چلا۔اور خوب نمازیں پڑھیں۔ خوب عبادت بھی کی۔ ریاضت بھی کی۔لوگوں
کو دھوکا دیا۔ حق مارنے کا مطلب ملاوٹ کی ۔ گھی میں ملاوٹ کی۔ تیل میں
ملاوٹ کردیا۔ آٹے میں ملاوٹ کردیا۔ یہ حق ہی مارنا ہوگیا ناں۔اب وہ سمجھ
رہا ہے کچھ نہیں ہوا کسی کو نہیں پتہ بس مجھے ہی پتہ ہے۔نہیں ... ایسا
نہیں ہے۔وہ فلم بن رہی ہے۔اچھا اس فلم کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے اگر آپ نے
کوئی کسی غریب آدمی کو کھانا کھلایا۔تو آپ کا دل خوش ہوا۔غریب آدمی کو
کھانا کھلانے کا اللہ تعالیٰ کے پاس اجر ہے۔تو اب فلم یوں بنے گی کہ آپ نے کسی
آدمی کو کھانا کھلایا۔آپ کے دل میں رحم آیا آپ نے کھانا کھلایا۔اور کھانا کھلاکے
آپ خوش ہوئے۔ساتھ ہی ساتھ اس کھانے کا جو اللہ کے پاس اجر ہے وہ بھی
اس میں شامل ہوگیا۔آپ نے کسی کی چوری کی۔آپ کو اس بات کا علم ہے کہ
چوری کی سزا ہاتھ کٹنا ہے۔علم ہے ناں؟ اب یہاں ہاتھ کٹے نہ کٹے اس فلم میں
ہاتھ کٹ گیا آپ کا۔اب فلم یہ بنے گی کہ آپ نے چوری کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا
... یہ سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں... آپ نے چوری کی ، چوری کا مال لے لیا۔
مقدمہ چلا۔ ہاتھ کٹ گیا۔یہ مقدمہ چلا ہاتھ کٹ گیا آپ کے سامنے نہیں لیکن
اس کی فلم بن گئی ہے۔اس لئے کہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ چوری کرنا جو
ہے اس کی سزا ہاتھ کٹنا ہے۔مختصر یہ کہ جب آدمی مرجاتا ہے ۔ جب آدمی
مرجاتا ہے تو وہاں وہ اپنے اعمال کی فلم دیکھتا ہے۔جو کچھ وہ کرچکا ہے اس
کی فلم دیکھتا ہے۔اب ایک آدمی نے یہ فلم دیکھی کہ میں ، میں چوری کی میں
نے اور مقدمہ چلا اور ہاتھ کٹ گیا۔جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ میں نے چوری کی ہے
اور میرا ہاتھ کٹ گیا ہے تو فی الواقع اس کی

Feelings

یہ ہوتی ہے کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا ہو۔آپ کہیں صاحب یہ کیسے ہوسکتاہے یہ
فلم دیکھ کے ہاتھ کٹ گیا یہ کیا بات ہوئی بھئی۔ یہ روز آپ کا تجربہ ہے جب
کوئی فلم دیکھتے ہیںآپ ہنس پڑتے ہیں۔ اتنے ہنستے ہیں اتنے ہنستے ہیں کہ
پیٹ میں درد ہوجاتا ہے۔ جب کوئی آپ دہشت ناک سین کوئی فلم میں آتا ہے تو
آپ ڈر جاتے ہیں۔ دل دھڑکنا شروع ہوجاتا ہے۔اگر وہ ایکٹر یا ایکٹریس رورہا ہے

یا رو رہی ہے تو آپ اس کے ساتھ رونے لگتے ہیں۔جبکہ آپ کو یہ پتہ ہے اس کا
اصلیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ ایک فلم ہے، مفروضہ ہے۔تو جب
یہاں مفروضہ پر آپ رو پڑتے ہیںتو وہاں جو آپ کی اصل ہے آپ کی ذات سے
متعلق ہے جب ہاتھ کٹے گا تو آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔اسی صورت سے آپ نے
نیک کام کیا۔روزے کھلوایا۔روزے رکھوایا۔کسی بیوہ عورت کی مدد کی ۔ کسی
یتیم کو تعلیم دلا دی۔کنواں بنوادیا۔اس میں آپ دیکھیں آپ کنواں بنوادیں۔ کہیں
پانی نہ ہو آپ کنواں بنوادیں۔وہاں سے لوگ آئیں گے پانی پئیں گے۔آپ ایمانداری
سے بتائیں آپ کا دل خوش ہوگا یا برا ہوگا؟ آپ گئے بھی نہیں ارے یار بھئی وہاں
گیا تھا لوگ آرہے ہیں پانی بھر کے لے جارہے ہیں۔ جانور بھی پانی پی رہے ہیں۔
آپ کا دل خوش ہوگا۔آپ جاکر کانٹے بچھادیں راستے میں۔ ایک آدمی آیا کانٹے سے
الجھ کے گرا زخمی ہوگیا۔تو کتنا ہی کٹھور ہو آدمی اس کا ضمیر ضرور ملامت
کرے گا کہ کام برا ہوا۔مجھے کوئی فائد ہ بھی نہیں ہوا۔حضور قلندر بابا مجھ
سے فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا عجیب حال ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ اس
زمانے میں دو پیسے کا پان آتا تھا۔کہنے لگے چلو دو پیسے کا پان ہی مل جائے تو
جھوٹ بول لوں تو بغیر کوئی پان کھائے جھوٹ بولتا ہے۔شیخی میں جھوٹ بولتے
ہیں۔خواہ مخواہ ہی جھوٹ بولتے ہیں۔تو یہ جتنے بھی اعمال ہیں جو بھی کچھ
آپ کر رہے ہیں اس کی فلم بن رہی ہے۔اور یہ فلم ہی آپ مرنے کے بعد دیکھتے
ہیں۔اب ظاہر ہے جب کوئی ہاتھ کٹے ہوئے دیکھے گا تو روئے گا ، چلائے گا۔کوئی
نیکی کرے گا تو خوش ہوگا۔اب مسئلہ یہ ہے کہ اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے۔
اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ آپ کے دل میں اللہ کی
اللہ کے رسول ﷺ کی اتنی زیادہ محبت ہو کہ آپ اللہ کے اور اللہ کے رسول ﷺ کے
خلاف کوئی کام کر نہ سکیں۔اس میں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے ، اپنی قربت
کے لئے جو فرمایا ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی جزا میں خود ہوں۔
جب روزہ کی جزا اللہ ہے اور اللہ آپ کو مل گیا تو ظاہر ہے آپ خرافات سے
خود بخود ہی نکل جائیں گے۔ دوسری بات حضور پاک ﷺ نے فرمایا ... موتوا قبل
انت موتو...مرجاؤ مرنے سے پہلے۔اس عالم سے واقفیت حاصل کرلو۔اور یہ بھائی
کب ہوگی؟جب آپ کی نظر میں وسعت پیدا ہوگی۔اور جب آپ کی اسپیڈ بڑھ
جائے گی۔اور اسپیڈ بڑھانے کا قانون اللہ تعالیٰ نے سورہ قدر میں فرمایا ... انا
انزلنہ فی لیلة القدر ... لیلة القدر خیر من الف شھر... ۔ اصل میں موضوع میں
لمبا ہی چھیڑ دیا اس کے لئے بہت وقت چاہئیے تھا۔ بہرحال کچھ تھوڑی بہت ہی
بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔اب بسم اللہ کرکے پانچ منٹ کے لئے مراقبہ کرلیں۔
اس کے بعد انشاء اللہ مجلس برخاست۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ گیارہ دفعہ
درود شریف۔ گیارہ دفعہ یا حی یاقیوم پڑھ کے مراقبہ کریں کہ مجھے اللہ دیکھ
رہا ہے۔